Fikr-o-Nasar (Islamabad) 21:11 (1984)

مطالعه سیرت
سلسله انبیاء کے تناظر میں

داؤد اکبر اصلاحی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت سیرت پر بیشمار کتابیں متعدد زبانوں میں لکھی جا چکی ھیں اور لکھی جا رھی ھیں ، جن پر اضافه کی چنداں ضرورت نه تھی لیکن یه عجیب بات ھے که عموماً خاتم رسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اور دیگر پیغمبروں کی پیش کردہ تعلیمات اور ان کی سیرتوں اور فضائل کے بیان میں تقابلی اسلوب اختیار کیا جاتا ھے جو صحیح نہیں ھے -

حق تو یه ھے که سیرت کے مضامین کی ترتیب ایسے اسلوب میں کی جائے که سبھی پیغمبروں کی سیرتوں اور انکی تعلیمات میں قاری کو زیادہ سے زیادہ یکسانی اور قربت نظر آئے ، ایک کو دوسرے کے مقابلے میں اونچا دکھانے کا طریقه درست نہیں -

ایک اور سبب ان سطور کے لکھنے کا یه بھی ھے که محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کے علاوہ دیگر پیغمبروں کو پیغمبر اسلام کی حیثیت نہیں دیجاتی ، اور انھیں جو صحیفے دیئے گئے تھے ان کا ذکر اسلامی تعلیمات کے ترجمان ھونے کی حیثیت سے نہیں کیا جاتا ، حالانکه جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم پیغمبر اسلام تھے اور ان پر نازل شدہ صحیفه اسلامی تعلیمات کا حامل ھے ، اسی طرح جمله انبیاء علیہم السلام خواہ وہ کسی دور کے ھوں اسلام ھی کی دعوت کے لئے انکی بعثت عمل میں آئی تھی اور اسلام کی اشاعت ھی میں انھوں نے اپنی زندگیاں صرف کی تھیں اور اسلامی تعلیمات ھی کی ترجمانی کے لئے انھیں صحائف دیئے گئے تھے -

عیسائی مصنفین تو بھول کر بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی پیغمبر کو پیغمبر اسلام نہ لکھتے ھیں اور نہ سمجھتے ھیں۔ حالانکہ سبھی انبیاء علیہم السلام بلاتفریق پیغمبران اسلام تھے ، ان میں سے کوئی بھی پیغمبر یہودیت ، پیغمبر نصرانیت ، پیغمبر مجوسیت نہ تھا ۔ اس طرح کی چھوت سے قطعاً انکی تعلیمات پاک تھیں ۔

سوال یہ ھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام اگر پیغمبر اسلام نہ تھے تو پھر کیا تھے ۔ خود حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق مستشرقین دیانت داری سے بتائیں کہ کیا عیسائیت کی تبلیغ کے لئے انکی بعثت عمل میں آئی تھی ؟

یہی سوال یہودیوں سے بھی کیا جا سکتا ھے کہ کیا موسی علیہ السلام اسی لئے مبعوث ہوئے تھے کہ بتائیں کہ نجات کا راستہ یہودیت اختیار کرنے میں ھے اور یہ بات واضح کر دیں کہ جو کوئی یہودی ھو جائے گا اس کا بیڑا پار ھے ۔

ظاھر ھے ان باتوں سے موسی و عیسی علیہما السلام اور دیگر نبیوں کا دامن پاک تھا وہ تو سیدھے طور سے اسلام اور خدا پرستی کے داعی تھے ، تسلیم و رضا ان کی شان تھی ، فدویت و جاں سپاری میں انھیں نہایت نمایاں مقام حاصل تھا ، حاشا وکلا وہ یہودیت ونصرانیت کی نمائندگی کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے ۔

نیز عیسائی مصنفین عیسی علیہ السلام کے علاوہ اور پیغمبروں سے کوئی دلچسپی رکھتے اور بہتوں کے پیغمبر ہونے کا ھی سرے سے انکار کرتے ھیں ، انکی ساری مصنوعی عقیدت عیسی علیہ السلام سے ھے ، حالانکہ نوح علیہ السلام سے لیکر عیسی علیہ السلام تک کی بنیادی تعلیمات میں سر مو فرق نہیں ھے ۔ تو پھر ایک کی تصدیق اور بقیہ کی تکذیب کے کیا معنی ؟

نوح ، ھود ، صالح علیہ السلام بھی داعی توحید اور ھادم شرک تھے ، ابراھیم ، اسماعیل ، اسحاق علیہم السلام بھی ، یعقوب ، موسی و عیسی علیہم السلام بھی ، سبھی کا دین اسلام اور خدا پرستی تھا ، بنی اسرائیل کے نبیوں میں کوئی ایسا نہ تھا جس کا دین اسلام کے سوا رہا ھو ، آخرت اور یوم محاسبہ سے انذار ھر ایک نے کیا ، نماز ، روزہ ، حج ، زکوۃ کی تعلیم ھر ایک نے

دی ، معــروف اور ســلامتی کی راہ اپنانے اور منکرات اور براہ روی سے بچنے کی تلقین سبھی نے کی ، اصلاح معاشرہ کے لئے عمــدہ سے عمدہ احکام نافذ کرنے کے لئے سبھی نے سعــی فرمائی ، اس اعتبار سے سبھی پیغمبر اسلام ، پیغمبر توحید ، پیغمبر آخرت ، پیغمبر معروف و خیرات تھے ۔ ھر ایک کی تعلیم نہایت صاف ستھری اور دل و دمــاغ کو اپیل کرنے والی تھی ۔ قرآن میں ان کی یہ ساری دعوتیں جگہ جگہ بیان ھوئی ھیں ۔

حضرت نوح فرماتے ھیں ۔

لقد ارسلنا نوحاً الی قومه فقال یٰقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم ۔ (۵۹ ۔ اعراف)

ترجمه

بلاشبہہ ھم نے نوح کو اسکی قوم کے پاس پیغمــبر بنــا کر بھیجا سو اس نے اپنی قوم سے کہا ، اے لوگو ۔ خدا کی خدائی میں کسی کــو شریک نہ ٹھہراؤ ، خدا کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں ھے ، تمہاری شرک سازی پر مجھے تم پر سخت عــذاب بھڑکنے کا اندیشہ ھے ۔

حضرت ھود علیہ السلام ، (۱) حضرت صالح علیہ السلام (۲) ، حضرت ابراھیم علیہ السلام (۳) ، حضرت اسماعیل علیہ السلام (۴) ، حضرت موسی علیہ السلام (۴) ، حضرت شعیب علیــہ السلام (٦) ، وحضرت عیسی علیہ السلام علیہ السلام (۷) نے بھی حضرت نوح ھی کے لفظوں میں دعوت توحید دی اور ابطال شرک کیا ھے ۔

قیامت کے دن باری تعالی کے اس سوال پر کہ اے عیسی بن مریم ۔ کیا تم نے اپنے پیروکاروں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو الہ بنا کر پوجو ، عیسی علیہ السلام جواب مــیں فــرمائیں گے اے بار الہہ میں نے تو ان سے صــرف یہ کہا تھا کہ خــدا کو جو میرا بھی رب ھے اور تمہارا بھی رب ھے معبود ٹھہراؤ اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ ، اسی کی تعلیم دی تھی ، میرے پیروکاروں کا مجھے اور میری ماں کو الہ ٹھہرانا از خود ھے ، اس میں میرا کچھـ دخل نہیں ھے ، ملاحظہ ھو ،

واذ قال الله یعسی اُبن مریمَءَاَنت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون

الله قال سبحانک ما یکون لی ان اقول مالیس بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ماقلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی و ربکم (۱۱٦ ـ ۱۱۷ مائدة) ۔

ترجمه

اور جب الله کهے گا اے عیسی بن مریم ، کیا تم نے لوگوں سے کها تها که مجهے اور میری ماں کو خدا کے علاوه دو معبود ٹهہراؤ ، وه کهے گا مجهے کیا حق هے که وه بات کهوں جسکا مجهے حق نهیں هے ، اگر یه بات میں نے کهی هوتی تو تجهکو اس کا علم هوتا تو جانتا هے جو میرے جی میں هے اور میں نهیں جانتا جو تیرے جی میں هے تو هی جانتا هے چهپی باتوں کو ، میں نے تو ان سے وهی کها تها جس کا تو نے مجهے حکم دیا تها که الله کو معبود ٹهہراؤ جو میرا رب هے اور تمهارا رب هے ۔

ابراهیم علیه السلام اور یعقوب علیه السلام نے اپنی اولاد کو بڑے اهتمام سے ملت توحید اور اسلام هی کی وصیت کی تهی ، کسی اور ملت کی نهیں، ملاحظه هو ۔

اذ قال له ، ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمین ووصی بها ابراهیم بنیه و یعقوب یا بنی ان الله اصطفی لکم الدین فلاتموتن الا و انتم مسلمون ۔ (۱۳۰ ـ ۱۳۲ بقره)

ترجمه ۔

جب اس کے رب نے اس سے کها میرا حکم بردار هو ، اس نے کها میں رب العالمین کی حکم برداری میں آیا ، اور ابراهیم و یعقوب نے اپنی اولاد کو اسی کی وصیت کی تهی اے میرے بیٹو الله نے تمهارے لئے اپنی طاعت کو منتخب کیا هے سو مرتے دم تک تم مسلمان هی رهو ۔

یهودیوں کے نعره یهودیت اور نصرانیوں کے نعره نصرانیت کی جگه قرآن نے دوسرا نعره دیا جس کا اعلان خاتم النبیین کی معرفت هوا که نه یهودیت ، نه نصرانیت بلکه ملت توحید جو ملت ابراهیم اور ملت انبیاء هے ۔

وقالوا کونوا هوداً او نصاری تهتدوا قــل بل ملة ابراهیم حنیفا و ماکان من المشرکین ، قولوا آمنا بالله و ما انـزل الینا و ما انزل الی ابراهیم و اسماعیل و

اسحاق و یعــقوب وما اوتی موسی و عیسی و ما اوتی النبیون من ربهم (۱۳۵ ـ ۱۳٦ بقره)

ترجمه

اور یہود کا کہنا ہے کــہ یہــودی فرقه میں ہو جاؤ تو تمہارا بیڑا پار اور نصاریٰ کا کہنا ہے که نصرانی ہو جاؤ تو بیڑا پار ہے تو کہه نہیں بلکه ابراھــیم کی مــلت اختیار کرو جو یکســو تھــا اور شرک سے اس کا دامن پاک تھا ، تم سب کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف اترا اور جو ابراھیــم ، اسماعیل ، اسحاق یعقــوب اور انکی اولاد کیطرف اترا ، اور جو موسی اور عیسی کو ملا اور جو اور نبیوں کو ملا ایســا نہیں که ہم کسی پر ایمان رکھیں اور کسی پر ایمان نه رکھیں ـ

سوره ابراھیم کی ابتدائی آیات میں قرآن کے اتارے جانے کی غرض لوگوں کو شــرک کی تــاریـکی سے نکال کر توحــید کی شاھراہ پر قائم کرنا بتایا گیا ہے ملاحظه ہو ـ

الر کتاب انزلناه الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربهم الی صراط العــزیز الحمید (۱ ـ ابراهیم ـ)

ترجمه ـ

یه کتاب ہے جو ہم نے تمہارے یہاں اتاری ہے تاکــه تو لوگوں کو انکے پروردگار کے حکم سے تاریکی سے روشنی میں نکال کر لائے یعنی غلبه والے لائق ستائش کے راسته کی طرف ـ

یه حوالجات قرآن مجید سے نقل ہوئے ہیں ، دیکھئے حضرت نــوح علیہ السلام سے لیــکر محمد ﷺ تک سب کی تعلیمات میں یکسانی ہے اور ان کے قولوں میں ذرا تضاد نہیں ہے ـ ان میں کوئی ایسا نه تھا جس نے توحید کی دعوت کے ســاتھ کــم درجے کے شــرک کا جــواز بتایا ہو ، اور ان میں کوئی ایسا نه تھا جس نے خدا کی الوھیت کے اعلان کے ساتھ اپنی اور اپنی ماں کی الوھیت پر ایمان لانے کی تلقین کی ھــو اور نه یه کہا ہو گا که میں ابن آدم کے گناھوں کا کفارہ ہو گیا ہوں ، جو کوئی میری بابت یه عقیده جما لے اس کا بیڑا پار ہے اور نه کبھی بھول کر کسی نے یه کہا ہو گا که اصل دین یہودیت یا نصرانیت ہے ،

جو کوئی ان میں سے کسی میں داخل ھــو جائے اس کے لئے نجات ھے ، بلکہ سب ھی پیغمبروں کے نزدیک دین اسلام ھی رھا ھے ، جو کہ ملت ابراھیم علیہ السلام ملت اسماعیل علیہ السلام ھے ۔

توراۃ ، زبور ، انجیل میں بہت سی ترمیم و تنسیخ کے باوجود بہت ساری آیات اب بھی ان میں ایسی پائی جاتی ھیں جو صریح طور سے توحید اور خدا پرستی کے مضامین پر مشتمل ھیں اور جن سے اس امر پر ثبوت بہــم پہنچتا ھے کہ یہ کتابیں یہودی دین ، یا نصــرانی دین کی ترجمان نہ تھیں اور جــن پر وہ کتابیں نازل ھــوئی تھـیں ، وہ یہودی فــرقہ یا نصرانی فرقہ کے پیغمبر نہ تھے بلکہ اسلام کے پیغمبر تھے ، جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے پیغمبر ھیں ۔

ذیل میں سابق آسمانی کتابوں سے آیات نقل کیجاتی ھیں ، جن سے یہ امر واضح ھو جائےگا کہ یہ کتابیں اسلام ھی کی ترجمان بن کر نازل ھوئی تھیں اور انکی تعلیمات اور آخری پیغمبر کی تعلیمات میں کوئی فرق نہیں ھے ، ملاحظہ ھو ۔

(۱) حضرت مسیح نے اپنے ایک شاگرد کے اســتفسار پر کــہ شریعت میں کون سا حکم سب سے اول ھے فرمایا تھا " خــداونــد کــو جــو تیرا خدا ھے ، اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے اور ســارے زور سے پیار کر ، اول حکم یہی ھے اور دوسرا حکم جو اسکے مانند ھے یہ ھے کہ تو اپنے پڑوسی کو اپنے برابر پیار کر " ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں ھے" (۸) ۔

(۲) " تم بتوں کیطرف رجوع مت ھو اور نہ اپنے ڈھالے ھوئے معبودوں کو اپنا الــہ بنــاؤ مــیں خداوند تمہارا خدا ھوں " (۹) ۔

(۳) تم اپنے لئے بتوں کو یا کسی تراشی ھوئی مورت کو نہ بنائیو اور نہ پوجنے کی لاٹ کھڑا کرو اور نہ اپنے لئے کوئی صورت دار پتھر اپنے ملک میں قائم کرو کہ اسکے آگے سجدہ کرو میں خداوند تمہارا خدا ھوں " (۱۰) ۔

(۴) " اگر تم میری شریعتوں پر چلو گے اور میرے حکموں کو حفظ کرو گے اور ان پر عمل کرو گے تو میں مینہ برساؤں گا اور زمین اپنی بڑھتی تم کو دے گی اور مــیدان کے درخت اپنے پھل دیں گے (۱۱) " ۔

(۵) خبردار ھو کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لئے کرو نہیں تو تمہارے باپ سے جو آسمان میں ھے اجر نہ ملے گا ۔

اس لئے جب تو خیرات کرے تو اپنے سامنے نرھی مت بجا جیسا ریاکار عبادت خانوں اور راستوں میں کرتے ھیں تاکہ لوگ انکی تعریف کریں ، میں تم سے سچ کہتا ھوں کہ وہ اپنا اجر پاچکے ۔ پر جب تو خیرات کرے تو چاھئیے کہ تیرا بایاں ھاتھ نہ جانے جو تیرا دایاں ھاتھ کرتا ھے تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رھے اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ھے خود ظاھر میں تجھے بدلہ دے ، اور تو جب دعا مانگے تو ریاکاروں کی مانند مت ھو کیونکہ وہ عبادت خانوں اور راستوں کے کونوں میں کھڑے ھو کر دعا مانگنے کو درست رکھتے ھیں تاکہ لوگ انھیں دیکھیں ، میں تم سے سچ کہتا ھوں کہ وہ اپنا بدلہ پاچکے لیکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹھڑی میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ھے دعا مانگ ، اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ھے ظاھر میں تجھے بدلہ دے گا ۔

اور جب دعا مانگتے ھو تو غیر قوموں کے مانند بےفائدہ بک بک مت کرو ، کیونکہ وہ سمجھتے ھیں کہ انکی زیادہ یا وہ گوئی سے انکی سنی جائے گی پر انکی مانند مت ھو کیونکہ تمھارا باپ تمھارے مانگنے سے پہلے جانتا ھے کہ تمھیں کن کن چیزوں کی ضرورت ھے ۔ (کتاب متی باب ٦ آیات ١ ـ ١٨) ۔

(٦) پس جو کچھ تم چاھتے ھو کہ لوگ تمھارے ساتھ کریں ، ویسا تم بھی انکے ساتھ کرو کیونکہ توریت‌اور نبیوں کا خلاصہ یہی ھے » ۔ (کتاب متی باب ۷)

(۷) حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے ایک شاگرد کے جواب میں فرمایا ۔

« تو خون نہ کر ، زنا نہ کر ، چوری نہ کر ، جھوٹی گواھی نہ دے ۔ اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی کو پیار کر جیسا آپ کو » ۔ (متی باب ۱۹ ـ)

(۸) « خداوند ان چھ چیزوں کا کینہ رکھتا ھے ، ھاں ان ساتوں سے اسکی جان کو نفرت ھے ، اونچی آنکھیں ، جھوٹی زبان اور وہ ھاتھ جو بےگناہ کا خون کرتے ھیں ، دل جو برے منصوبے باندھتا ھے ، پاؤں جو جلد برائی کیلئے دوڑتے ھیں، جھوٹا گواہ جو جھوٹ بولتا ھے اور وہ جو بھائیوں کے درمیان جھگڑے پیدا

کرتا ہے » ۔ (اثمال باب ٦)

ایک دوسرے موقع پر حضرت مسیح فرماتے ہیں ۔

« اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس‌که بیواؤں کے گھر نگل جاتے ہو اور مکر سے لمبی چوڑی نماز پڑھتے ہو ، اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس که تم تری اور خشکی کا دوره اس لئے کرتے ہو که ایک ایک کو اپنے دین میں لاؤ اور جب وہ آ چکا تو اپنے سے دونا اسے جہنم کا فرزند بناتے ہو » ۔ (متی باب ۲۳ ـ)

(۹) کوئی نوکر دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا اس لئے که ایک سے دشمنی کرے گا اور دوسرے سے دوستی یا ایک کو مانے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا ، تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے » ۔ (لوقا باب ١٦)

(۱۰) اگر کوئی مرد شوہر والی عورت سے زنا کرتے پایا جائے تو وہ مار ڈالے جائیں مرد جس نے اس عورت سے صحبت کی اور عورت بھی ۔ (استثنا باب ۲۲)

یه اور اس طرح کی بہت سی آیات توراۃ ، زبور ، انجیل میں محفوظ ہیں ۔

یه احکام نه یہودی دین کے ہیں اور نه صابی دین کے اور نه نصرانی دین کے بلکه یه اور اس طرح کے سارے احکام ہر پیغمبر کے عہد میں اسلام ہی کے رہے ہیں اور جن حضرات کی معرفت دنیا والوں کو ملے وہ پیغمبران اسلام تھے ۔ کتب سماویه سابقه سے جو فقرے اوپر ہم نے نقل کئے ہیں ، ان سے بطور خلاصه حسب ذیل باتیں نکلتی ہیں ۔

(۱) حقوق اللہ اور حقوق العباد کا شریعت میں مقام اور انکی اہمیت ۔

(۲) بت پرستی اور مورت پرستی سے اجتناب کی تلقین ۔

(۳) تمسک بالتوراۃ کی برکتیں ۔

(۴) قبولیت عمل کے لئے اخلاص نیت کا مشروط ہونا ۔

(۵) لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور خیر اندیشی کا خلاصۂ تورات ہونا ۔

(٦) جان و مال کے احترام کی تلقین ۔

(۷) زنا اور دوسری بد اخلاقیوں سے بچنے کی ہدایت ۔

(۸) جھوٹی گواہی کا بہت بڑا مفسده ہونا ۔

(۹) غض بصر کا محمود فعل ہونا اور رفع بصر کا قابل نفریں ہونا ۔

(۱۰) دست درازی کا گھناؤنا عمل ہونا ۔

(۱۱) وہ دل جو کسی کے خلاف برے منصوبے باندھے اور وہ پاؤں جو برائی کے پروان چڑھانے کے لئے دوا دوش میں مصروف رہے اور وہ زبان جو دو بھائیوں میں جھگڑا تیز کرنے میں لگی رہے ان کا قابل مذمت ہونا ۔

(۱۲) ماں باپ کی توقیر کا حکم ۔

(۱۳) پڑوسی کے حقوق کی حفاظت کی تاکید ۔

(۱۴) لمبی چوڑی نماز سے غصب کئیے ہوئے حقوق کی تلافی نہیں ہو جاتی ۔

(۱۵) یہود کی اپنی گروہ بندی میں دوسروں کو گھیر کر لانے کی غرض محض اپنے جتھے کی تکثیر ہے ۔

(۱٦) دنیا و آخرت دونوں کی محبت ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی ۔

(۱۷) شادی شدہ مرد اور عورت کے بد اخلاقی (زنا) میں مبتلا پائے جانے پر مار ڈالنے کا حکم ۔

الغرض آدم علیہ السلام سے لیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء بھی آئے سبھی ایک ھی نوع کی دعوت لیکر آئے ، کلی باتوں میں تو اختلاف سرے سے ہوا ھی نہیں ، جزئیات میں بھی زیادہ سے زیادہ اتحاد رہا، ہر پیغمبر نے اپنے دور میں مشترک حقائق کے جاری کرنے کے لئے کوشش کی ، پیغمبر آخر الزمان کی دعوت بھی انہیں حقائق کی دعوت تھی ۔

البتہ یہ بہت بڑا سانحہ ہے کہ آخری پیغمبر کے علاوہ اور پیغمبروں کی تعلیمات اور سیرتوں کی حفاظت نہ ہو سکی اور ان میں بہت کچھ رطب و یابس مل گیا ، اب وہ تعلیمات اور انکی سیرتیں دنیا کو اصلی صورت میں میسر آ سکتی ھیں تو اس کی واحد شکل یہ ہے کہ وہ قرآن اور پیغمبر خاتم کی سیرت اور تعلیمات کو اپنائے ۔

لیکن بظاہر اسکی امید نہیں ہے کیونکہ عیسائی مشنریاں جو لٹریچر بھی شائع کرتی ھیں ان میں نبیوں کے درمیان تقابل کا مضمون لائے بغیر سمجھتی ھیں کہ تصنیف کا حق ھی نہیں ادا ہوا ، اور اپنی دانست میں ایسا کر کے وہ کوئی زبردست دینی خدمت انجام دے رہی ھیں ، حالانکہ یہ فعل سراسر عبث ہے ،

کیونکه حضرات انبیاء کی تعلیمات اور انکی سیرتوں میں موازنه صحیح نہیں ھے ، انکی دیکھا دیکھی پڑھے لکھے مسلمان اهل قلم بھی اس سے متاثر ہوئے اور وہ بھی اس طرح کی فضول بحثوں میں پڑے ، جن سے بچنا لازم تھا ، اس لئے که جب جملہ پیغمبروں نے اپنے اپنے دور میں ایک هی طرح کے حقائق کی تعلیم دی اور آدم علیه السلام سے لیکر پیغمبر آخر الزمان تک سب هی کی دعوت ایک نوع کی تھی تو پھر انکی تعلیمات اور انکی نمائندگی کرنے والوں کی زندگیوں میں مقابله کیا معنی ؟ اس بحث سے کیا حاصل که نبیوں میں کون افضل اور کون افضل تر اور کون افضل ترین تھا ۔ یه معلوم کرنے کا نه هم میں سے کوئی مکلف ھے اور نه اس کی ضرورت ھے اور نه اس کا کوئی فائده ھے اور نه اسکی پوچھ ہو گی ۔ اس طرح کی بحثوں میں پڑنے پر اجر ملنا مشکوک اور مواخذه کا هونا اقرب ھے اس لئے که احادیث میں اسکی صریح ممانعت آئی ھے ۔

اب تک جس طرز پر حضرات انبیاء کی سیرتیں مرتب کی گئی هیں ان میں اس پہلو سے زبردست تبدیلی لانے کی ضرورت ھے ، بس عبرت پذیری کے لئے ساده طور سے انکے حالات و معجزات بیان کر دینا کافی ھے ، اس بحث سے قطعی طور پر اجتناب کیا جانا چاهیے که فلاں کے معجزات میں زیاده خارقیت تھی اور فلاں کے معجزات میں کم تھی ، فلاں مردوں کو زنده کر دیتا تھا اور کوڑھیوں کو چنگا کر دیتا تھا ، اوروں نے یه کام انجام نہیں دیا ، اس لئے موخر الذکر مقدم الذکر کے مقابل میں فروتر تھے ۔

جو کچھ جس نے بھی دکھایا اور جب بھی دکھایا ، باری تعالی کے حکم سے دکھایا ۔ بظاهر ان کا ظہور پیغمبر کے هاتھوں هوا لیکن حقیقت میں وہ کرشمہائے الٰہی تھے اور انسانی مدح وَ ستائش سے بالاتر تھے ۔ بنابریں ضرورت ھے که بہت ساری کتابیں هر زبان میں انبیاء علیہم السلام کے احوال میں اس طرح ترتیب دیجائیں جن میں ان کا پیش کرده دین اور انکی تعلیمات ایک سطح پر نظر آئیں ۔ آدم علیه السلام سے لیکر محمد صلی الله علیه وسلم تک سب کی سیرتوں میں اتحاد تھا ، سب هی ایک طرح کے حقائق کے داعی تھے ، ان میں باهم موازنه کی بات درست نہیں ، اس گروه قدسی کا ایک ایک فرد حق کا هادی اور کسی نه کسی امتیازی فضیلت سے مشرف تھا ۔ اس کرید میں کیوں پڑا

جائے که فلاں کی فضیلت اعــلی اور فــلاں کی فضیلت ادنی تھی ، اس کا فیصله کرنے کا کسی کو کیا اختیار ھے ؟

اس طریق پر سیرت کی کتابیں اگر ترتیب پانے لگیں تو بعــید نہیں که یہــودی اور مسیحی اقوام اسلام کے متعلق سنجیدگی سے سونچیں اور اس (اسلام) کی آخری کتاب (قرآن) سے خوامخواہ انھیں جو بیر ھے ، اسمیں کمی آ جائے ، اور ھو سکتا ھے که وہ دن بھی آ جائے جس میں یه حقیقت ابھر کر انکے سامنے آ جائے که وھی دین اسلام جسے اھل اسلام اپنائے ھوئے ھیں ھمارا بھی دین تھا ۔ تورات ، زبور ، انجیل بھی اسلام ھی کی ترجمان بن کر نازل ھوئی تھیں ۔

سچ تو یه ھے که دنیا کو ایک ایسی جامع سیرت کی ضرورت ھے جو جمله پیغمبروں کی سیرتوں کی آئینه دار ھو ، جس کی زبان کا ایک ایک بول اور جس کے حرکات و سکنات کی ایک ایک ادا اور جس کے ایک ایک خــدوخــال ســابق نبیوں کی مقدس سیرتوں کے ترجمان ھوں ۔ الحمدللہ پیغمبر خاتم ﷺ کی سیرت کا ایک ایک شوشه محفوظ ھے اور اس کا کوئی گوشه ناتمام نہیں اور ھمیشه کے لئے مشعل راہ ھے اور وہ ساری بے اصل باتیں جو بہتیرے پیغمبروں کے ساتھ جوڑ دی گئی تھیں دھــل دینے کا ذریعه ھے ۔

پیغمبر عالم ﷺ کے علاوہ اور پیغمبروں کی تعلیمات اور ان کے حالات زندگی کے محفوظ نه رہ جانے سے کوئی یه شبہه نه کرے که ان کی سیرتیں ناقص اور ان کی تعلیمات ادھوری تھیں ۔ ایســا ھــوتا تو قــرآن پاک میں سابق رسولوں کی اقتداء و اتباع کا حکم آپ کو نه دیا گیا ھوتا ، ملاحظه ھو ۔

اولئک الذین آتینا ھــم الکتاب والحکم والنبوۃ فان یکفر بہاھٰــو لاء فقد وکلنا بہــا قوما لیسوا بہا بکافرین اولئک الذین ھدی اللہ فبہداھم اقتدہ قل لا أسئلکم علیه اجرا ان ھوالاذکری للعالمین ۔ (۸۹ ۔ ۹۰ ۔ انعام) ۔

ترجمه ۔

یه وہ ھیں جنھیں ھم نے کتاب ، حکم اور نبوت سے سرفراز کیا تھا ، سو اگر یه لوگ (کفار مکه) اس کا انکار کریں گے تو کچھ پروا نہیں ، ھم نے اسے ایسے لوگوں کے سپرد کیا ھے جو اسکا انکار نه کریں گے ، یه وہ لوگ ھیں جن پر صحیح دین ھم نے کھولا تھا ، سو انکے طریقه کی تو اقتدا کر ۔ کہه دے تم سے میں ابلاغ

قرآن پر کچھ مزدوری نہیں چاھتا ، وہ (قرآن) تو جہاں والوں کے لئے سراسر یاد دھانی ھے ۔

سیرت نگاری میں جہاں بہت ساری باتوں کی رعایت ضروری ھے اس امر کا لحاظ بھی ضروری ھے کہ کتب سابقہ سے انبیاء علیہم السلام کے متعلق انھیں باتوں کا حوالہ دیا جائے جو تحریف سے محفوظ ھوں ، نیز ان روایات سے بچنا لازم ھے جو از حد مبالغہ آمیز اور بے اصل ھیں ۔

اس مقالہ کے لکھنے کا ایک محرک یہ بھی ھے کہ چونکہ آج بہت ساری تحریکات اسلام کے مدمقابل اس زعم کے ساتھ چلائی جارھی ھیں کہ وہ انسانی زندگی کے ھر شعبے میں رھنمائی کا کام دے سکتیں ھیں ، اس لئے ضرورت ھے کہ پیغمبر آخر الزمان کے حالات زندگی اور آپکی پیش کردہ تعلیمات کی افادیت پر کتابیں اس طرح لکھی جائیں کہ آپکی تعلیمات اور اسوہ حسنہ کی ضرورت ھر ایک کو اس طرح محسوس ھو کہ وہ صرف اھل اسلام کی ضرورت نہیں ھے بلکہ یہ ایک عالمی ضرورت ھے اور ھر ایک فرد کی ناگزیر ضرورت ھے ۔

دنیا میں اب تک جتنی دنیوی تحریکات بر روئے کار آئی ھیں ، وہ تضاد سے بھری ھوئی ھیں لیکن حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ جو دعوت منصہ شہود پر آئی ھے وہ یکقلم تضاد سے پاک رھی ھے ، اس کی روح اور مزاج دوسری دنیوی تحریکات سے مختلف رھا ھے ، دنیوی تحریکات کا لب لباب صرف معاشی مسائل کی دریافت اور روٹی کے مسئلہ کا حل معلوم کرنا رھا ھے اور بس ؟ بالفاظ دیگر انکی اصل غرض یہ رھی ھے کہ انسان اپنی مادی ضروریات پوری کرنے کا ڈھنگ جان جائے ، رھا یہ امر کہ بحیثیت انسان اسکی کچھ اور ضروریات بھی ھیں جو ان سے اھم اور اقدم ھیں ، وہ انکے یہاں خارج از بحث ھے ۔

یہی ان تحریکات کے اصل دواعی ھیں ، اور کرہ ارض پر آج جو بڑی طاقتیں پائی جارھی ھیں وہ انھیں میں سے کسی نہ کسی کو اپنائے ھوئے ھیں اور پوری تندھی سے ان کا تجربہ کر رھی ھیں ، اور بظاھر وہ انکی مداح ھیں لیکن وہ سراسر مادی تصورات پر قائم ھوئی ھیں ۔ اور انسان کو ایک ترقی یافتہ جانور فرض کر کے شروع کی گئی ھیں اسلئے ان کے نتائج نہایت کڑوے

کسیلے سامنے آ رہے ہیں ۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس سے انکار نہیں کہ معاشی مسئلہ بھی اہم ہے ، لیکن ان کے یہاں اس سے اہم تر کچھ اور اقدار ہیں جنکی تبعیت میں معاشی مسئلے کا حل چاہا جاتا ہے ، وہ اسکی اہمیت اس درجہ نہیں بڑھاتے کہ وہ اصل کی جگہ لے لے ، اور جو بنیادی باتیں ہیں وہ برائے بیت ہو کر رہ جائیں ، نہ صرف قرآن مجید بلکہ جملہ آسمانی صحائف کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ معاشی مسائل کی اہمیت ثانوی حیثیت میں ہے ، اسکی اہمیت اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ مقصدی اعتبار سے عظیم ہے ، بلکہ اعلی مقاصد کے لئے معاون ہونے کے سبب اسکی اہمیت ہے ۔

سیرت سے متعلق اس گفتگو کا مقصود یہ ہے کہ امت اجابت (اہل اسلام) اور امت دعوت (بقیہ لوگ) دونوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ ان میں سے کوئی بھی اپنی ذمہ داریاں نہیں پوری کر رہا ہے ، امت اجابت کا تو فریضہ یہ تھا کہ جب وہ قرآن پر ایمان رکھنے کی دعوے دار ہے تو اسکی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی سنوارے اور امت دعوت کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کی دعوت سمجھے ، اور ہر گز یہ بات اپنے ذہن میں نہ آنے دے کہ قرآن کسی خاص خطہ ارض کی کتاب ہے ، وہ نہ اس کی مخاطب ہے اور نہ اس کی تعلیمات اس کے لئے نازل ہوئی ہیں ۔